

www.HallaGulla.com

برگینے

**Virtual Home
for Real People**

ترتیب

- ۱۰ ۱۔ ہوتی ہے تیرے نام سے وحشت کبھی کبھی
- ۱۱ ۲۔ محروم خواب دیدہ حیراں نہ تھا کبھی
- ۱۲ ۳۔ کیا دن مجھے عشق نے دکھائے
- ۱۳ ۴۔ مایوس نہ ہوا داس راہی
- ۱۴ ۵۔ رونقیں تھیں جہاں میں کیا کیا کچھ
- ۱۴ ۶۔ ختم ہوا تاروں کا راگ
- ۱۵ ۷۔ او میرے میرے مصروف خدا
- ۱۸ ۸۔ حاصلِ عشق ترا حسنِ پشیاں ہی سہی
- ۱۸ ۹۔ ترے ملنے کو بیکل ہو گئے ہیں
- ۱۹ ۱۰۔ کچھ کہہ کے خموش ہو گئے ہم
- ۲۰ ۱۱۔ گرفتہ دل ہیں بہت آج تیرے دیوانے
- ۲۱ ۱۲۔ عشق میں جیت ہوئی یا مات
- ۲۲ ۱۳۔ دیکھ محبت کا دستور
- ۲۳ ۱۴۔ نہ آنکھیں ہی برسیں نہ تم ہی ملے
- ۲۴ ۱۵۔ پہنچے گور کنارے ہم
- ۲۴ ۱۶۔ شہر در شہر گھر جلائے گئے
- ۲۵ ۱۷۔ وہ دل نواز ہے لیکن نظر شناس نہیں
- ۲۶ ۱۸۔ یہ شب یہ خیال و خواب تیرے
- ۲۹ ۱۹۔ دن پھر آئے ہیں باغ میں گل کے
- ۲۹ ۲۰۔ کوئی جیسے کوئی مرے

- ۳۰ - ۲۱۔ یہ بھی کیا شامِ ملاقات آئی
- ۳۱ - ۲۲۔ نازِ بیگانگی میں کیا کچھ تھا
- ۳۲ - ۲۳۔ کسے دیکھیں کہاں دیکھانہ جایت
- ۳۳ - ۲۴۔ صدائے رفتگاں پھر دل سے گزری
- ۳۴ - ۲۵۔ گلی گلی آباد تھی جن سے کہاں گئے وہ لوگ
- ۳۵ - ۲۶۔ خموش انگلیاں چٹخا رہی ہے
- ۳۶ - ۲۷۔ کم فرصتی خوابِ طرب یاد رہے گی
- ۳۶ - ۲۸۔ نصیبِ عشق دلِ بے قرار بھی تو نہیں
- ۳۹ - ۲۹۔ دورِ فلک جب دہراتا ہے موسمِ گل کی راتوں کو
- ۳۹ - ۳۰۔ سفرِ منزل شبِ یاد نہیں
- ۴۱ - ۳۱۔ یاد آتا ہے روز و شب کوئی
- ۴۲ - ۳۲۔ یاس میں جب کبھی آنسو نکلا
- ۴۳ - ۳۳۔ کرتا اسے بے قرار کچھ دیر
- ۴۴ - ۳۴۔ ٹھہراتھا وہ گلغزار کچھ دیر
- ۴۶ - ۳۵۔ اوّلیں چاند نے کیا بات سمجھائی مجھ کو
- ۴۷ - ۳۶۔ کبھی کبھی تو جذبِ عشق مات کھا کے رہ گیا
- ۴۸ - ۳۷۔ رنگِ برسات نے بھرے کچھ تو
- ۴۹ - ۳۸۔ دن ڈھلا رات پھر آگئی سورہو سورہو
- ۵۰ - ۳۹۔ تنہا عیش کے خواب نہ بن
- ۵۱ - ۴۰۔ ترے خیال سے لودیا ٹھی ہے تنہائی
- ۵۳ - ۴۱۔ اُداسیوں کا سماں محفلوں میں چھوڑ گئی
- ۵۳ - ۴۲۔ بسا ہوا ہے خیالوں میں کوئی پیکرِ ناز

- ۴۳۔ دل دھڑکنے کا سبب یاد آیا ۵۵
- ۴۴۔ یہ کہہ رہا ہے دیا رطب کا نظارا ۵۷
- ۴۵۔ تیری زلفوں کے بکھرنے کا سبب ہے کوئی ۵۸
- ۴۶۔ خیال ترکِ تمنا نہ کر سکے تو بھی ۵۸
- ۴۷۔ یہ رات تمھاری رہے چمکتے رہو تارو ۵۹
- ۴۸۔ فکرِ تعمیرِ آشیاں بھی ہے ۶۰
- ۴۹۔ جیسے پینا کوئی اُداس اُداس ۶۱
- ۵۰۔ کسی کلی نے بھی دیکھا نہ آنکھ بھر کے مجھے ۶۲
- ۵۱۔ سازِ ہستی کی صدا غور سے سُن ۶۳
- ۵۲۔ بے منتِ خضرِ راہ رہنا ۶۶
- ۵۳۔ قہر سے دیکھ نہ ہر آن مجھے ۶۷
- ۵۴۔ واہو! پھر درِ میخانہ گل ۶۹
- ۵۵۔ جب سے دیکھا ہے ترے ہات کا چاند ۷۰
- ۵۶۔ جب تلک دم رہا ہے آنکھوں میں ۷۱
- ۵۷۔ کون اس راہ سے گذرتا ہے ۷۱
- ۵۸۔ چمن در چمن وہ رنق اب کہاں ۷۲
- ۵۹۔ بے حجابانہ انجمن میں آ ۷۳
- ۶۰۔ پھر زور سے قہقہہ لگاؤ ۷۴
- ۶۱۔ تارے گنوائے یا سحر دکھلائے ۷۵
- ۶۲۔ دُور اس تیرہ خاکداں سے دُور ۷۵
- ۶۳۔ جس کو دیکھا اُسی کو چوم لیا ۷۶

- ۷۷ - ۶۴۔ لبِ معجز بیاں نے چھین لیا
- ۷۸ - ۶۵۔ آنکھوں میں ہیں دکھ بھرے فسانے
- ۷۹ - ۶۶۔ قفس کو چمن سے سوا جانتے ہیں
- ۸۰ - ۶۷۔ آہ پھر نغمہ بنا چاہتی ہے
- ۸۱ - ۶۸۔ ہر ادا آبِ رواں کی لہر ہے
- ۸۲ - ۶۹۔ شبنم آلود پلک یاد آئی
- ۸۵ - ۷۰۔ عشق جب زمزمہ پیرا ہوگا
- ۸۷ - ۷۱۔ کچھ تو احساسِ زیاں تھا پہلے
- ۸۸ - ۷۲۔ آئینہ لے کے صبا پھر آئی
- ۸۹ - ۷۳۔ کیوں غمِ رفتگاں کرے کوئی
- ۹۰ - ۷۴۔ کس کے جلووں کی دھوپ برسی ہے
- ۹۱ - ۷۵۔ نرت نئی سوچ میں لگے رہنا
- ۹۲ - ۷۶۔ سر میں جب عشق کا سودا نہ رہا
- ۹۳ - ۷۷۔ مدت ہوئی کہ سیرِ چمن کو ترس گئے
- ۹۴ - ۷۸۔ خواب میں رات ہم نے کیا دیکھا
- ۹۴ - ۷۹۔ رنگ دکھلاتی ہے کیا کیا عمر کی رفتار بھی
- ۹۵ - ۸۰۔ بیگانہ وار اُن سے ملاقات ہو تو ہو
- ۹۶ - ۸۱۔ حسن کو دل میں چھپا کر دیکھو
- ۹۸ - ۸۲۔ وہ اس ادا سے جو آئے تو کیوں بھلانہ لگے
- ۹۹ - ۸۳۔ برگِ ریز (متفرق اشعار)

اعتبارِ نغمہ

یہ اُن دنوں کی بات ہے جب شاعری فنکار کے لیے باعثِ ننگ نہیں تھی۔ گیت گانے والا گاؤں گاؤں، نگری نگری گھومتا پھرتا تھا اور باٹ باٹ پہ عشق و محبت، دلیری، شجاعت، سیر و تفریح اور اُن جانے دیسوں کے نغمے گاتا تھا۔ اس کے ہاتھ میں کوئی بہت ہی سیدھا سادا اور رس بھرا ساز ہوتا تھا جس کی دھن پہ اس کے سارے گیت ڈھلتے تھے اور گلے سے باہر نکلتے ہی دلوں میں اُتر جاتے تھے وہ جن لوگوں میں بیٹھ جاتا ان کے دلوں کا تار ملا لیتا۔ جانی پہچانی دھرتی کا ہر گوشہ اور ہر کنوں کے ساتھ مسکن اس کی جاگیر تھے۔ پاس پڑوس کے سارے باسی اس کی آواز پر فیض تھے کہنے والا ایک تھا اور سننے والے ہزاروں اور ان ہزاروں کے دل اس کی مٹھی میں تھے۔ جدھر اس کی آواز پھرتی تھی ادھر اس کا سامعہ کھنچ کر چلا جاتا تھا۔ شاعر اور اس کے سامعین میں اگر کوئی حد فاصل تھی تو یہی کہہ سکتا تھا اور یہ سن سکتے تھے۔ یہ دیوارِ چین بھی جذب و کیف کے مراحل میں ٹوٹی پھوٹی رہتی تھی۔ سننے والوں کی دھڑکنیں اس کی آواز میں شامل تھیں، ان کے ذہن کی ساری لرزشیں اس کے ساز میں جاگ اُٹھتی تھیں۔ اس دمن تو شدم تو من شدی، کے مراحل میں کوئی فاصلہ نہ تھے جو مٹ نہیں سکتے تھے اور کوئی روک نہیں تھی جو ان کو جدا کر سکتی تھی۔ اسے پہچاننے والے اسے بھاٹ کہتے تھے، موجود اور خالق کا نام دیتے تھے اور اس کے ذریعے دھرتی کا رابطہ آسانوں سے جا ملتا تھا۔

مگر دھرتی پر حکومت کرنے والوں کو اس کی فرماں روائی پہ، اس کی گرفت اور اثر و نفوذ پہ حسد ہوا۔ وہ بھی دلوں پر حکومت کرنا چاہتے تھے۔ دونوں کا ملاپ ہوا مگر منافقت اور جلاپے کی بنیادوں پہ اس مقصدی مصالحت سے حکمرانوں نے اسے کہا کہ ہماری دلیری، ہمارے عشق ہماری سیر و سیاحت اور تفریح کے ترانے گاؤ۔ بھاٹ اب بھٹتی کرنے پر اُتر آیا۔ شاید اسے یہ غرور ہو گیا تھا کہ میں جب بھی اور جیسے بھی چاہوں سننے والوں کو رہا سکتا ہوں، ان کا رخ پھیر سکتا ہوں۔ درباری سخن ساز نے فنِ سخن رانی ایجاد کیا، دلوں میں گھر کرنے کے اصول وضع کیے اور جو چیز کبھی اپنے آپ ہو جایا کرتی تھی اُسے اپنی مرضی سے پیدا کرنے کے لیے طریقے سلیقے ترتیب دیے۔ مگر آہستہ آہستہ وہ ان ہتھ پھیریوں کا شکار ہو کے رہ گیا۔ شطرنج کی چالوں نے اسے ایسا الجھایا کہ وہ انہی میں پھنس کر رہ گیا اور سننے والے اس کی آواز سے دُور ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ ایک دن اس کا نغمہ اپنی ہی گونج میں کھو کے رہ گیا۔ اس نے آس پاس دیکھا، سوا اس کی پروازِ خیال کے ساتھ ذرا بھی اُڑان دکھا سکتا۔ اس نے دیکھا کہ اس کی تعریفیں کتنی کھو گئی، اس کے نغمے کتنے بے روح اور اس کی آواز کتنی بے سوز ہو کے رہ گئی۔ آخر اس کی مدح سرائی کا طلسم بھی ٹوٹنے لگا اور وہ دربار سے بھاگ نکلا۔

اس نے پھر سننے والے تلاش کرنے شروع کیے لوگ جمع کیے اور محفلیں جمائیں۔ مگر اب کوئی اسے پہچانتا نہیں تھا۔ اس اس کے منبع و

ماخذ سے آشنائی نہیں رکھتا تھا۔ لوگ واہ واہ کرتے تھے۔ سبحان اللہ کے ڈونگرے برساتے تھے، مگر وہ لرزشیں اور وہ دھڑکنیں کہا تھیں؟ آواز و سامعہ کے وہ پُرانے عہد و پیمان کہا تھے؟ چشم و گوش کی وہ آشتی کہا تھی؟ اب تو لوگ اس کا وطن پوچھتے تھے، اس کا مذاق اڑاتے تھے۔ آخر تحسین ناشناس نے اسے خود پسند و خود مگر بنا دیا۔ اب وہ لوگوں سے بھاگتا تھا۔ ان کی داد و تحسین پہ جھلاتا تھا۔ لعل و گہرا گلنے کے بعد کچھ بلبلے بطور انعام ملیں تو ان کی کیا بساط ہے؟ اب تو ممدوح کی مربیائے شفقت بھی اسے میسر نہیں تھی۔ وہ پرانی مصلحت کسی مقصد سے ہی سہی مگر خود اس کے لیے ایک حد تک آرام و سکون کا باعث تو بنتی تھی، روحانی کوفت کے باوجود پہلے جسمانی آسائش کے تو سارے سامان مہیا تھے۔ زمانے کی قدر ناشناسی سننے والوں کی بے اعتنائی کو دیکھ کر اس نے بھی روپ بدلا اور چیخنا چلا نا شروع کر دیا۔ تاکہ لوگ راغب ہوں۔ اس کی فریادوں میں بدلتی دنیا کا الم بھی شامل تھا اور اس کا اپنا المیہ بھی جا بجا نمایا ہو رہا تھا۔

بدلتی ہوئی دنیا کا عکس اور شاعری میں شاعر کا فرار ایک بہانہ تھا جو روح عصر اپنے اظہار کے لیے ڈھونڈ رہی تھی۔ نالہ گویا گردش ستارہ کی آواز ہے! وہ آسمان وزمین کے بگڑتے ہوئے رنگ روپ اپنی آواز میں سمو کے کہہ رہا تھا: دیکھو! اور سننے والے اپنی اپنی حدوں میں محبوس اس کی آواز کو سُن سُن کے ڈرے جا رہے تھے۔ شاعر نے اس باولے کا بھیس بنا رکھا تھا جو ہر گاؤں کے گردا گرد چکر کاٹتا ہے۔ اور آنے والے حادثوں کی خبر دیتا ہے سب جانتے ہیں کہ یہ پگلا گاؤں سے کتنا پیار کرتا ہے اور گاؤں والوں کے دکھ میں کس محبت سے اشک فشانی کرتا ہے۔ مگر اس کے باوجود اس پگلے کی پیغمبری ایک بڑا ناگوار اور دردناک فریضہ ہے جس کو ادا کرنا کسی محفل پرست، دنیا دار اور مصلحت آشناخن ساز کے بس کی بات نہیں:

یوں ہی گر روتا رہا غالب تو اے اہل جہاں
دیکھنا ان بستیوں کو تم کہ ویراں ہو گئیں

allurdubooks.blogspot.com

شعر کی ماہیت پہ سوچنے والے عموماً شاعر کو بھول جاتے ہیں۔ اس شاعر کو جو بھیس بدل بدل کر ہر زمانے میں نئے جلوے اپنے ساتھ لے کر آتا رہا ہے۔ ہمارے زمانے کا شاعر کسی اعتبار سے اکیلا ہے۔ شعر پڑھنے والے ہیں تو شاعری کے بارے میں سوچنے والے اس کے ساتھ نہ چل سکتے ہیں نہ چلنا چاہتے ہیں کہنے والے کی آزمائش اس سے بڑی کیا ہوگی کہ باوجود ان حد بندیوں اور فاصلوں کے اس کی فریادیں دیواریں چیر کے کانوں تک پہنچتی ہیں یا نہیں۔ اس دورِ ابتلا میں نار آفرینی محض ایک دیوانے کی پکار ہی نہیں، کئی دلوں کی دھڑکنیں اس کی ہم ساز و ہم نوا ہو سکتی ہیں اگر مصلحت آشنائے ان دھڑکنوں کو ملفوف نہ کر دے۔ آج کا شاعر نگری نگری گھومنے والے شاعر اور درباری خب ساز دونوں کے مختلف مزاجوں کو ملا کے ایک نئی آواز پیدا کرنا چاہتا ہے، جو اس کے اپنے گرد و پیش اور اس کے اپنے آسمان و زمین سے بھی علاقہ رکھتی ہو۔ طباعت کی مدد سے چشم و گوش تک پہنچنے والا پرانے نغمہ پیرا کی بے ساختگی کو خن ساز کی مہارت فن سے اس طرح باہم پیوستہ کرنا چاہتا ہے کہ دونوں یک جان ہو جائیں۔ اسی طرح اس کی آواز میں ایک ٹھراؤ، گرفت اور قوت و تیزی کا اجتماع ہوگا۔ اگر وہ اس شک و شبہ میں ڈوب جائے کہ اس کی آواز کہیں خلاؤں میں کھو کے رہ جائے گی تو شاید اسے بلند کرنے کا ہی کوئی جواز نہ رہ جائے۔

نالہ آفرینی جبر و اختیار کا ایک انوکھا کرشمہ ہے۔ قاری کے دل میں جگہ پا نا بھی محض اس کے بس کی بات نہیں۔ آواز قوی ہو تو دور دور پہنچ جاتی ہے، نحیف ہو تو حلق سے باہر ہی نہیں نکلنے پاتی، صرف پہنچنے کی بات نہیں، دیکھنا یہ ہے کہ ایک آواز ہزاروں کی آواز بن بھی سکتی ہے یا نہیں۔ محض ہزاروں کا ذکر کرنے یا ہزاروں کا مخاطب کرنے سے ان کی دھڑکنیں اور لرزشیں ساز ہم نوائی نہیں کر سکتیں۔

نالہ محفلیں برہم نہیں کرتا۔ نالہ آفریں پہ جو کچھ بھی گزری ہو اس کی فریدوں کے سانچے میں ڈھل کر نغمہ نہیں بن سکتی تو محض چیخ پکار

ہے۔

www.HallaGulla.com

لاہور

پہلا دن ۱۹۵۴ء

Engr. Faraz Akram

ناصر کاظمی

allurdubooks.blogspot.com

Virtual Home
for Real People

حرفِ مکرّر

محفلِ مشاعرہ میں جب شاعر سے شعر پڑھنے کی دوبارہ فرمائش کی جاتی ہے تو وہ اسے مکرّر سنا دیتا ہے۔ مگر جب پوری کتاب کے بارے میں پڑھنے والوں کا تقاضا مکرّر ہو تو صورت کچھ مختلف ہو جاتی ہے۔ اس خیال سے نئے ایڈیشن میں چند تازہ غزلیں اور اشعار شامل کر دیے ہیں کہ کتاب کا مجموعی تاثر تازہ تر ہا جائے۔

Engr. Faraz Akram

برگ نے، جب پہلی مرتبہ شائع ہوئی تو یہ میرا شوقِ فضول تھا۔ اب میرے پڑھنے والوں کی محبت ہے کہ اسے دوسری مرتبہ پیش کر رہا ہوں۔

allurdubooks.blogspot.com

اگست ۱۹۵۷ء

ناصر کاظمی

Virtual Home
for Real People

غزل

ہوتی ہے تیرے نام سے وحشت کبھی کبھی
برہم ہوئی ہے یوں بھی طبعیت کبھی کبھی

اے دل کسے نصیب یہ تو فتنہ اضطراب
ملتی ہے زندگی میں یہ راحت کبھی کبھی

تیرے کرم سے اے اَلْمُحْسِنِ آفریں
دل بن گیا ہے دوست کی خلوت کبھی کبھی

جوشِ جنون میں درد کی طغیانیوں کے ساتھ
اشکوں میں ڈھل گئی تری صورت کبھی کبھی

تیرے قریب رہ کے بھی دل مطمئن نہ تھا
گذری ہے مجھ پہ یہ بھی قیامت کبھی کبھی

کبھی اپنا ہوش تھا نہ تمہارا خیال تھا
یوں بھی گزر گئی شبِ فرقت کبھی کبھی

اے دوست ہم نے ترکِ محبت کے باوجود
محسوس کی ہے تیری ضرورت کبھی کبھی

Engr. Faraz Akram

محروم خواب دیدہ حیراں نہ تھا
تیرا یہ رنگ اے شبِ ہجراں نہ تھا کبھی

تھا لطفِ وصل اور کبھی افسوانِ انتظار
یوں دردِ ہجر سا سلسلہ جنباں نہ تھا کبھی

پُر ساں نہ تھا کوئی تو یہ رسوائیاں نہ تھیں
ظاہر کسی پہ حالِ پریشاں نہ تھا کبھی

ہر چند غم بھی تھا مگر احساسِ غم نہ تھا
درمان نہ تھا تو ماتمِ درماں نہ تھا کبھی

دن بھی اُداس اور مری رات بھی اُداس
ایسا تو وقت اے غمِ دوراں نہ تھا کبھی

دورِ خزاں میں یوں مرے دل کو قرار ہے
میں جیسے مآشنائے بہاراں نہ تھا کبھی

کیا دن تھے جب نظر میں خزاں بھی بہارتھی
یوں اپنا گھر بہار میں ویراں نہ تھا کبھی

بے کیف و بے نشاط نہ تھی اس قدر حیات
جینا اگر چہ عشق میں آساں نہ تھا کبھی

کیا دن مجھے عشق نے دکھائے
اک بار جو آئے پھر نہ آئے

اپس پیکرِ ناز کا فسانہ
دل ہو ش میں آئے تو سنائے

وہ روح خیال و جانِ مضمون
دل اُس کو کہاں سے ڈھونڈ لائے

آنکھیں تھیں کہ دو چھلکتے ساغر
عارض کہ شراب تھر تھر آنے

مہکی ہوئی سانسِ نرم گفتار
ہر ایک روش پہ گل کھلائے

راہوں پہ ادا ادا سے رقصاں
آنچل میں حیا سے منہ چھپائے

اڑتی ہوئی زلف یوں پریشاں
جیسے کوئی رہ بھول جائے

کچھ بھول برس پڑے زمیں پر
کچھ گیت ہوا میں لہلہائے

ما یوں نہ ہوا اُداس راہی
پھر آئے گا دورِ صبحگاہی

اے منظرِ طلوعِ فروا
بدلے گا جہانِ مرغ و ماہی

پھر خاک نشیں اُٹھائیں گے سر
مٹنے کو ہے نازِ کجکلاہی

انصاف کا دن قریب تر ہے
پھر دادِ طلب ہے بیگناہی

پھر اہلِ وفا کا دور ہو گا
ٹوٹے گا طلسمِ کم نگاہی

آئین جہاں بدل رہا ہے
بد لیں گے اوامرو نواہی



رونقیں تھیں جہاں میں کیا کیا کچھ
لوگ تھے رفتگاں میں کیا کیا کچھ

ابکی فصلِ بہا رے پہلے
رنگ تھے گلستاں میں کیا کیا کچھ

کیا کہوں اب تمہیں خزاں والو!
جل گیا آشیاں میں کیا کیا کچھ

دل ترے بعد سو گیا ورنہ
شور تھا اس مکاں میں کیا کیا کچھ



ختم ہواں تاروں کا راگ
جاگ مسافر اب تو جاگ

دھوپ کی جلتی تا نوں سے
دشتِ فلک میں لگ گئی آگ

دن کا سنہرا نغمہ سن کر
ابلق شبن نے موڑ ہی باگ

کلیاں مجھلی جا تی ہیں
سورج پھینک رہا ہے آگ

یہ نگری اندھیا ری ہے
اس نگر ی سے جلدی بھاگ



او میرے مصرف خدا
اپنی دنیا دیکھ ذرا

اتنی خلعت کے ہو تے
شہروں میں ہے سناٹا

جھو نیڑی والوں کی تقدیر
بجھا بجھا سا ایک دریا

خاک اڑارے ہیں دن رات
میلوں پھیل گئے صحرا

زاغ و زغن کی چیخوں سے
سونا جنگل گونج اٹھا

سورج سر پر آپہنچا
گرمہ ہے یار وز جزا

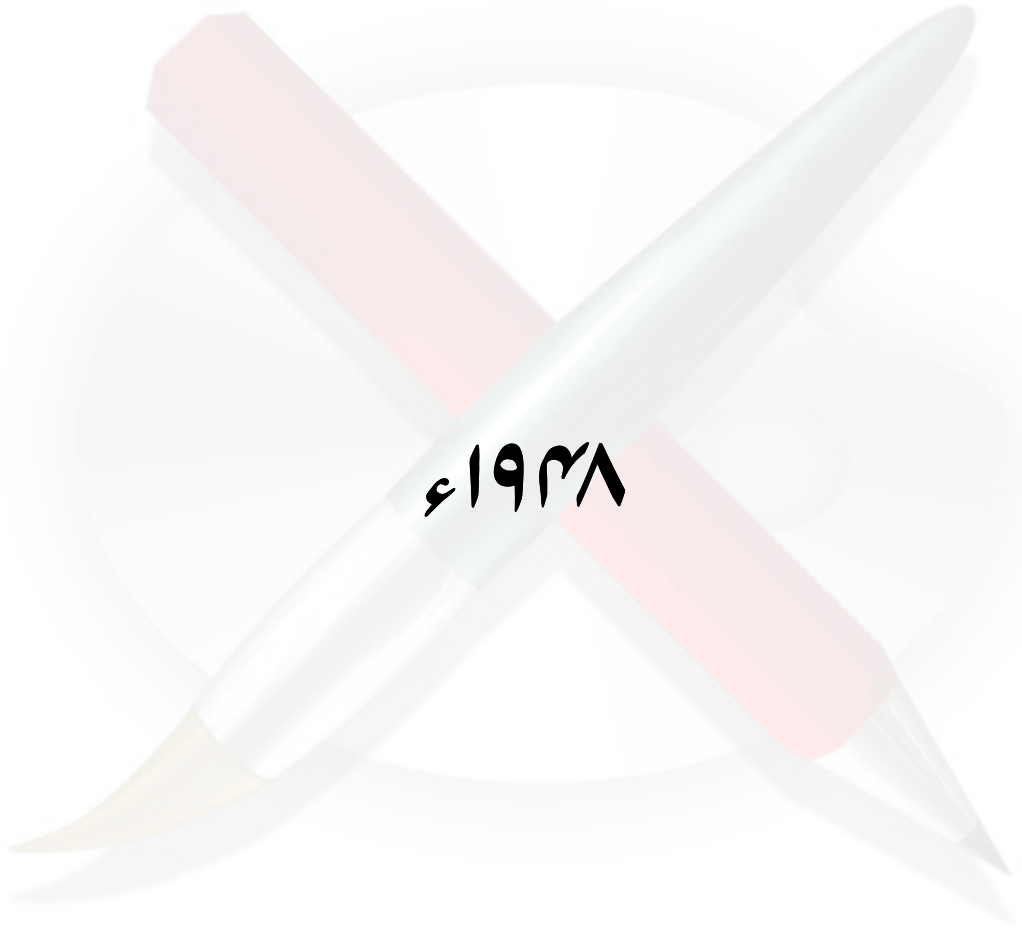
پیاسی دھرتی جلتی ہے
سوکھ گئے بہتے دریا

فصلیں جل کر راکھ ہوئیں
نگری نگری کال پڑا

او میرے مصروف خدا
اپنی دنیا دیکھ ذرا

Virtual Home
for Real People

www.HallaGulla.com



**Virtual Home
for Real People**



حاصلِ عشق ترا حُسنِ پشیاں ہی سہی
میری حسرت تری صورت سے نمایاں ہی سہی

حُسن بھی حُسن ہے محتاجِ نظر ہے جب تک
شعلہٴ عشق چراغِ تہِ داماں ہی سہی

کیا خبر خاک ہی سے کوئی کرنِ مٹھوٹ پڑے
ذوقِ آوار گئی دشت و بیا باں ہی سہی

پردہٴ گل ہی سے شاید کوئی آواز آئے
فرصتِ سیرو تما شائے بہا راں ہی سہی



ترے ملے کو بیکل ہو گئے ہیں
مگر یہ لوگ پاگل ہو گئے ہیں
بہاریں لے کے آئے تھے جہاں تم
وہ گھر سنسان جنگل ہو گئے ہیں

یہاں تک بڑھ گئے آلا مِ ہستی
کہ دل کے حوصلے شل ہو گئے ہیں

کہاں تک تاب لائے نا تو اں دل
کہ صدے اب مسلسل ہو گئے ہیں

نگاہ یا س کو نیند آرہی ہے
مڑہ پر اشک بو جھل ہو گئے ہیں

انہیں صدیوں نہ بھولے گا زمانہ
یہاں جو حادثے کل ہو گئے ہیں

جنہیں ہم دیکھ کر جیتے تھے ناصر
وہ لوگ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے ہیں



کچھ کہہ کے خموش ہو گئے ہم
قصہ تھا دراز کھو گئے ہم

تو کون ہے تیرا نام کیا ہے
کیا سچ ہے کہ تیرے ہو گئے ہم

زلفوں کے دھیان میں لگی آنکھ
پر کیف ہوا میں سو گئے ہم

گرفتہ دل ہیں بہت آج ریتے دیوانے
خدا کرے کوئی تیرے سوا نہ پہچانے

مٹی مٹی سی امیدیں تھکے تھکے سے خیال
بجھے بجھے سے نگا ہوں میں غم کے افسانے

ہزار ٹھکر کہ ہم نے زبان سے کچھ نہ کہا
یہ اور بات کہ پوچھا نہ اہل دنیا نے

بقدرِ تھنہ لبی پر سسِ وفا نہ ہوئی
چھلک کے رہ گئے تیری نظر کے پیمانے

خیال آگیا مایوں رہزاروں کا
پلٹ کے آگئے منزل سے تیرے دیوانے

کہاں ہے تو کہ ترے انتظار میں اے دوست
تمام رات سلگتے ہیں دل کے ویرانے

امید پر سسِ غم کس سے کیجیے نا صر
جو اپنے دل پر گزرتی ہے کوئی کیا جانے

عشق میں جیت ہوئی یا مات
آج کی رات نہ چھیڑ یہ بات

یوں آیا وہ جانِ بہار
جیسے جگ میں پھیلے بات

رنگ گھلے صحرا کی دھوپ
زلف گھنے جنگل کی رات

کچھ نہ سنا اور کچھ نہ کہا
دل میں رہ گئی دل کی بات

یار کی نگری کو سوں دُور
کیسے کٹے گی بھاری رات

بستی والوں سے چھپ کر
رو لیتے ہیں کچھلی رات

سنا ٹوں میں سنتے ہیں
سُنی سنا ئی کو ئی بات

پھر جاڑے کی رُت آئی
چھوٹے دن اور لمبی رات

دیکھ محبت کا دستور
تُو مجھ سے میں تجھ سے دُور

تنہا تنہا پھرتے ہیں
دل ویراں آنکھیں بے نور

دوست بچھڑتے جاتے ہیں
شوق لیے جاتا ہے دُور

ہم اپنا غم بھول گئے
آج کسے دیکھا مجبور

دل کی دھڑکن کہتی ہے
آج کوئی آئے گا ضرور

کوشش لا زم ہے پیارے
آگے جو اُس کو منظور

سورج ڈوب چلا نا صر
اور ابھی منزل ہے دُور

نہ آنکھیں ہی برسیں نہ تم ہی ملے
بہا روں میں ابکی نئے گل کھلے

نہ جانے کہاں لے گئے قافلہ
مسافر بڑی دور جا کر ملے

وہی وقت کی قید ہے درمیاں
وہی منزلیں اور وہی فاصلے

جہاں کوئی بستی نظر آگئی
وہیں رُک گئے اجنبی قافلے

تمہیں دل گرفتہ نہیں دوستو
ہمیں بھی زمانے سے ہیں کچھ گلے

ہمیں بھی کریں یاد اہل چمن
چمن میں اگر کوئی غنچہ کھلے

ابھی اور کتنی ہے میعادِ غم
کہاں تک ملیں گے وفا کے صلے



پہنچے گور کنارے ہم
بس غم دوراں ہارے ہم

سب کچھ ہار کے رستے میں
بیٹھ گئے دکھیارے ہم

ہر منزل سے گزرے ہیں
تیرے غم کے سہارے ہم

دیکھ خیالِ خاطر دوست
بازی جیت کے ہارے ہم

آنکھ کا تارا آنکھ میں ہے
اب نہ گنیں گے تارے ہم



Virtual Home
for Real People

شہر در شہر گھر جلائے گئے
یوں بھی جشنِ طرب منائے گئے

اک طرف جھوم کر بہار آئی
اک طرف آشیاں جلائے گئے

اک طرف خون دل بھی تھا نایاب
اک طرف جشنِ جم منائے گئے

کیا کہوں کس طرح سرِ بازار
عصموں کے دیئے بجھائے گئے

آہ وہ خلوتوں کے سر مائے
مجمعِ عام میں لٹائے گئے

وقت کے ساتھ ہم بھی اسے نا صر
خار و خس کی طرح بہائے گئے



وہ دنواز ہے لیکن نظر شناس نہیں
مرا علاج مرے چارہ گر کے پاس نہیں

تڑپ رہے ہیں زباں پر کئی سوال مگر
مرے لیے کوئی شایانِ التماس نہیں

ترے جلو میں بھی دل کانپ کانپ اٹھتا ہے
مرے مزاج کو آسو دگی بھی راس نہیں

کبھی کبھی جو ترے قرب میں گزارے تھے
اب اُن دنوں کا تصور بھی میرے پاس نہیں

گزر رہے ہیں عجب مرحلوں سے دیدہ و دل
سحر کی آس تو ہے زندگی کی آس نہیں

مجھے یہ ڈر ہے تری آرزو نہ مٹ جائے
بہت دنوں سے طبعیت مری اُداس نہیں



یہ شب یہ خیال و خواب تیرے
کیا پُھول کھلے ہیں منہ اندھیرے

شعلے میں ہے ایک رنگ تیرا
باقی ہیں تمام رنگ میرے

آنکھوں میں چھپائے پھر رہا ہوں
یادوں کے بجھے ہوئے سویرے

دیتے ہیں سُراغ فصلِ گلِ گ
شاخوں پہ جلے ہوئے بسیرے

منزل نہ ملی تو قافلوں نے
رستے میں جما لیے ہیں ڈیرے

جنگل میں ہوئی ہے شام ہم کو
بستی سے چلے تھے منہ اندھیرے

رودادِ سفر نہ چھیڑنا ناصر
پھر اشک نہ تھم سکیں گے میرے

Virtual Home
for Real People

www.HallaGulla.com



**Virtual Home
for Real People**



دن پھر آئے ہیں باغ میں گل کے
بُوئے گل ہے سراغ میں گل کے

دل ویراں میں دوستوں کی یاد
جیسے جگنوہوں داغ میں گل کے

کیسی آئی بہار ابکے برس
بُوئے خوں ہے ایاغ میں گل کے

اب تو رستوں میں خاک اڑاتی ہے
سب کرشمے تھے باغ میں گل کے

آنسوؤں کے دیئے جلا نا صرّ
دم نہیں اب چراغ میں گل کے



Virtual Home
for Real People

کوئی جیے یا مرے
تم اپنی سی کر گزرے

دل میں تیری یا دوں نے
کیسے کیسے رنگ بھرے

اب وہ اُنکیں ہیں نہ وہ دل
کون اب تجھ کو یا د کرے

پیار کی ریت نرالی ہے
کوئی کرے اور کوئی پھرے

بُھول تو کیا کا نٹے بھی نہیں
کیسے اُڑتے باغ ہرے

بادل گر جا پون چلی
پھلوری میں بُھول ڈرے

پت جھڑ آنے والی ہے
رس پی کر اُڑ جا بھنو نرے

☆
Virtual Home
for Real People

یہ بھی کیا شام ملاقات آئی
لب پہ مشکل سے تری بات آئی

صبح سے چپ ہیں ترے ہجر نصیب
ہائے کیا ہو گا اگر رات آئی

بستیاں چھوڑ کر بر سے بادل
کس قیامت کی یہ برسات آئی

کوئی جب مل کے ہوا تھا رخصت
دل بے تاب وہی رات آئی

سا یہ زلفِ بتاں میں نا صر
ایک سے ایک نئی رات آئی



نازِ نیگا نگی میں کیا کچھ تھا
حسن کی سا دگی میں کیا کچھ تھا

لاکھ راہیں تھیں لاکھ جلوے تھے
عہدِ آوارگی میں کیسا کچھ تھا

آنکھ کھلتے ہی چھپ گئی ہر شے
عالمِ بے خو دی میں کیا کچھ تھا

یا د ہیں مر حلے محبت کے
ہائے اُس بیٹکی میں کیا کچھ تھا

کتے بیتے دنوں کی یاد آئی
آج تیری کمی میں کیا کچھ تھا

کتے ما نوس لوگ یاد آئے
صبح کی چاند نی میں کیا کچھ تھا
رات بھر ہم نہ ہو سکے نا صرّ
پر دہ کاشی میں کیا کچھ تھا



کسے دیکھیں کہاں دیکھا نہ جائے
وہ دیکھا ہے جہاں دیکھا نہ جائے

مری بر با دیوں پر رونے والے
تجھے محو فغاں دیکھا نہ جائے

زمیں لوگوں سے خالی ہو رہی ہے
یہ رنگ آسماں دیکھا نہ جائے

سفر ہے اور غربت کا سفر ہے
غم صد کا رواں دیکھا نہ جائے

کہیں آگ اور کہیں لاشوں کے انبار

بس اے دورِ زماں دیکھا نہ جائے

درد دیوار ویراں شمع مدھم

ہب غم کا سماں دیکھا نہ جائے

پرانی صحبتیں یاد آرہی ہیں

چراغوں کا دھواں دیکھا نہ جائے

بھری برسات خالی جا رہی ہے

سر ابر رواں دیکھا نہ جائے

کہیں تم اور کہیں ہم کیا غضب ہے

فراق جسم و جاں دیکھا نہ جائے

وہی جو حاصلِ ہستی ہے ناصر

اُسی کو مہرباں دیکھا نہ جائے

Virtual Home
for Real People



صدائے رفتگاں پھر دل سے گزری

نگاہِ شوق کس منزل سے گزری

بہی روئے بھی جھکو پکارا
شبِ فرقت بڑی مشکل سے گزری

ہوا ئے صبح نے چونکا دیا یوں
تری آواز جیسے دل سے گزری

مرا دل خو گر طوفاں ہے ورنہ
یہ کشتی بارہا ساحل سے گزری



گلی گلی آباد تھی جن سے کہاں گئے وہ لوگ
دلی اب کے ایسی اجڑی گھر گھر پھیلا سوگ

سارا سارا دن گلیوں میں پھرتے ہیں بے کار
راتوں اٹھ اٹھ کر روتے ہیں اس نگری کے لوگ

سہمے سہمے سے بیٹھے ہیں راگی اور رفسنگار
بھور بھٹے اب ان گلیوں میں کون سنائے جوگ

جب تک ہم مصروف رہے یہ دنیا تھی سنسان
دن ڈھلتے ہی دھیان میں آئے کیسے کیسے لوگ

ناصر ہم کو رات ملا تھا تنہا اور اُداس

وہی پرانی باتیں اُس کی وہی پُرانا روگ

www.HallaGulla.com ☆

خمش اُنکلیاں چٹا رہی ہے

تری آواز اب تک آرہی ہے

دلِ وحشی لیے جاتا ہے لیکن

ہوا زنجیر سے پہنارہی ہے

ترے شہر طرب کی رونقوں میں

طبعیت اور بھی گھبرا رہی ہے

کرم اے صر صرِ آلام دوران

دلوں کی آگ بجھتی جارہی ہے

کڑے کو سوں کے سناٹے ہیں لیکن

تری آواز اب تک آرہی ہے

طباب خیمہ گل تھام ناصر

کوئی آندھی افق سے آرہی ہے



کم فرستی خوابِ طرب یاد رہے گی
گزری جو ترے ساتے وہ شب یاد رہے گی

ہر چند ترا عہد وفا بھول گئے ہم
وہ کشمکشِ صبر طلب یاد رہے گی

سینے میں امنگوں کا وہی شور ہے اب تک
وہ شوخیِ یکب خبش لب یاد رہے گی

پھر جس کے تصور میں لگیں آنکھیں
وہ بڑنیِ صحبت شب یاد رہے گی

گو ہجر کے لمحات بہت تلخ تھے لیکن
ہر بات بعنوانِ طرب یاد رہے گی



Virtual Home
for Real People

نصیبِ عشقِ دل بے قرار بھی تو نہیں
بہت دنوں سے ترا انتظار بھی تو نہیں

تلائی ستمِ روزگار کون کرے
تو ہم سخن بھی نہیں راز دار بھی تو نہیں

زمانہ پُرسشِ غم بھی کرے تو کیا حاصل
کہ تیرا غم غمِ لیل و نہار بھی تو نہیں

تری نگاہِ تغافل کو کون سمجھائے
کہ اپنے دل پہ مجھے اختیار بھی تو نہیں

تو ہی بتا کہ تری خامشی کو کیا سمجھو
تری نگاہ سے کچھ آشکار بھی تو نہیں

دفا نہیں نہ سہی رسمِ دراہ کیا کم ہے
تری نظر کا مگر اعتبار بھی تو نہیں

اگر چہ دل تری منزل نہ بن سکا اے دوست
مگر چراغِ سرِ رہ گزار بھی تو نہیں

بہت فسر دہ ہے دل، کون اس کو بہلائے
اُداس بھی تو نہیں بے قرار بھی نہیں

تو ہی بتا ترے بے خانماں کدھر جائیں
کہ راہ میں شجرِ سایہ دار بھی تو نہیں

فلک نے پھینک دیا برگِ گل کی چھاؤں سے دُور
وہاں پڑے ہیں جہاں خارزار بھی تو نہیں

جو زندگی ہے تو بس تیرے درد مندوں کی

یہ جبر بھی نہیں اختیار بھی نہیں

وفا ذریعہ اظہارِ غم سہی ناصر

یہ کا روبرو کوئی کا روبرو بھی تو نہیں

۱۹۵۰ء

Virtual Home
for Real People



دورِ فلک جب دُہراتا ہے موسمِ گل کی راتوں کو
کنجِ قفس میں سُن لیتے ہیں بھولی بَری باتوں کو

ریگِ رواں کی نرم تہوں کو چھیڑتی ہے جب کوئی ہوا
سُونے صحرا چنچ اُٹھتے ہی آدمی آدمی راتوں کو

آتشِ غم کے سیلِ رواں میں نیندیں جل کر راکھ ہوئیں
پتھر بن کر دیکھ رہا ہوں آتی جاتی راتوں کو

میخانے کا افسردہ ما حول تو یو نہی رہنا ہے
خشک لبوں کی خیر مناؤ کچھ نہ کہو برساتوں کو

نا صر میرے منہ کی باتیں یوں تو سُچے موتی ہیں
لیکن اُن کی باتیں سُن کر بھول گئے سب باتوں کو



Virtual Home
for Real People

سفرِ منزلِ شب یاد نہیں
لوگ رخصت ہوئے کب یاد نہیں

اولیں قُرب کی سرشاری میں
کتنے ارماں تھے جواب یاد نہیں

دل میں ہر وقت چھین رہتی تھی
تھی مجھے کس کی طلب یاد نہیں

وہ ستارا تھی کہ شبنم تھی کہ پھول
ایک صورت تھی عجب یا د نہیں

کیسی ویراں ہے گزر گاہ خیال
جب سے وہ عارض و لب یاد نہیں

بھولتے جاتے ہیں ماضی کے دیار
یا د آئیں بھی تو سب یاد نہیں

ایسا الجھا ہوا غم دنیا میں
ایک بھی خوابِ طرب یاد نہیں

رشتہ جاں تھا کبھی جس کا خیال
اُس کی صورت بھی تو اب یاد نہیں

یہ حقیقت ہے کہ احباب کو ہم
یاد ہی کب تھے جواب یا د نہیں

یاد ہے سیر چراغاں نا صر
دل کے بجھنے کا سبب یاد نہیں

یاد آتا ہے روز و شب کا ئی
ہم سے روٹھا ہے بے سبب کو ئی

لب جو چھاؤں میں درختوں کی
وہ ملاقات تھی عجب کو ئی

جب تجھے پہلی بار دیکھا تھا
وہ بھی تھا موسمِ طرب کو ئی

کچھ خبر لے کر تیری محفل سے
دور بیٹھا ہے جاں بلب کو ئی

نہ غمِ زند گی نہ دردِ فراق
دل میں یو نہی سہی ہے طلب کو ئی

یا د آتی ہیں دُور کی باتیں
پیار سے دیکھتا ہے جب کو ئی

چوٹ کھا ئی ہے بارہا لیکن
آج تو درد ہے عجب کو ئی

جن کو مٹا تھا مٹ چکے نا صر
اُن کو رسوا کرے نہ اب کو ئی

یاس میں جب کبھی آنسو نکلا
اک نئی آس کا پہلو نکلا

لے اڑی سبزہ خود رو کی مہک
پھر تری یاد کا پہلو نکلا

میٹھی بو لی میں پیسے بو لے
گنگنا تا ہوا جب تو نکلا

آئیں سا ون کی اندھیری راتیں
کہیں تارا کہیں جگنو نکلا

نئے مضمون سجھاتی ہے صبا
کیا ادھر سے وہ سمن ہو نکلا

پاؤں چلنے لگی جلتی ہوئی ریت
دشت سے جب کوئی آہو نکلا

کئی دن رات سفر میں گزرے
آج تو چاند لپ ہو نکلا

طاقِ میخانہ میں چاہی تھی اماں
وہ بھی تیرا خم برو نکلا

اہلِ دل سیرِ چمن سے بھی گئے
عکسِ گل سا سیہ گیسو نکلا

واقعہ یہ ہے کہ بد نام ہوئے
بات اتنی تھی کہ آنسو نکلا



کرتا اُسے بے قرار کچھ دیر
ہوتا اگر اختیار کچھ دیر

کیا روئیں فریبِ آسمان کو
اپنا نہیں اعتبار کچھ دیر

آنکھوں میں کئی پہاڑ سی رات
سو جا دل بے قرار کچھ دیر

اے شہرِ طرب کو جانے والو
کرنا مرا انتظار کچھ دیر

سرِ مستی روز و شب مسلسل
سرِ مستی انتظار کچھ دیر

تکلیفِ غمِ فراقِ دائم
تقریبِ وصالِ یارِ کچھِ دیر

یہ غنچہ و گل ہیں سب مسافر
ہے قافلہ بہار کچھ دیر

دنیا تو سدا رہے گی ناصر
ہم لوگ ہیں یاد گار کچھ دیر



ٹھہرا تھا وہ گلزار کچھ دیر
بھر پور رہی بہار کچھ دیر

اک دھوم رہی گلی گلی میں
آباد رہے دیا رکھ کچھ دیر

پھر جھوم کے بستیوں پہ برسا
اب سر کو ہمار کچھ دیر

پھر لالہ و گل کے میکدوں میں
چھلکی مئے مشکبار کچھ دیر

پھر نغمہ دے کی صحبتوں کا
آنکھوں میں رہا خمار کچھ دیر

پھر شامِ وصال یار آئی
بہلا غمِ روزِ گار کچھ دیر

پھر جاگ اٹھے خوشی کے آنسو
پھر دل کو ملا قرار کچھ دیر

پھر ایک نشاٹِ بے خودی میں
آنکھیں رہیں اشکبار کچھ دیر

پھر ایک طویل ہجر کے بعد
صبت رہی خوشگوار کچھ دیر

پھر ایک نگاہ کے سہارے
دنیا رہی سازِ گار کچھ دیر

Virtual Home
for Real People

اؤلیں چاند نے کیا بت بھائی مجھ کو
یاد آئی تری انکشتِ حنائی مجھ کو

سرایوان طربِ نغمہ سر ا تھا کوئی
رات بھر اُس نے تری یاد دلائی مجھ کو

دیکھتے دیکھتے تا روں کا سفر ختم ہوا
سو گیا چاند مگر نیند نہ آئی مجھ کو

انھی آنکھوں نے شبِ ہجر دکھائی مجھ کو

سائے کی طرح مرتے ساتھ رہے رنج و الم
گر دُشِ وقت کہیں شاس نہ آئی مجھ کو

دھوپ اُدھر ڈھلتی تھی دل ڈوبتا جاتا تھا اُدھر
آج تک یا دہے وہ شامِ جدائی مجھ کو

شہر لاہور تری رو نقیں دائم آباد
تیری گلیوں کی ہوا کھینچ کے لائی مجھ کو

کبھی کبھی تو جذبِ عشق مات کھا کے رہ گیا
کہ تجھ سے مل کے بھی ترا خیال آکے رہ گیا

جدا یوں کے مرحلے بھی حُسن سے تہی نہ تھے
کبھی کبھی تو شوق آئے دکھا کے رہ گیا

کسے خبر کہ عشق پر قیا متیں گزر گئیں
زمانہ اُس نگاہ کا فریب کھا کے رہ گیا

یہ کیا مقامِ شوق ہے نہ آس ہے نہ یاس ہے
یہ کیا ہوا کہ لب پہ تیرا نام آکے رہ گیا

کوئی بھی ہم سفر نہ تھا شریکِ منزل جنوں
بہت ہوا تو رفتگاں کا دھیان آگے رہ گیا

چراغِ شامِ آرزو بھی جھللا کے رہ گئے
ترا خیال راستے سجھا سجھا کے رہ گیا

چمک چمک کے رہ گئیں نجوم و گل کی منزلیں
میں درد کی کہانیاں سنا سنا کے رہ گیا

ترے وصال کی اُمید اشک بن کے بہہ گئی
خوشی کا چاند شام ہی سے جھللا کے رہ گیا

وہی اُداس روز و شب ، وہی فسوں ، وہی ہوا
ترے وصال کا زمانہ یا د آ کے رہ گیا

www.HallaGulla.com



رنگ برسات نے بھرے کچھ تو
زخم دل کے ہوئے ہرے کچھ تو

فرصت بے خودی غنیمت ہے
گردشیں ہو گئیں پرے کچھ تو

کتنے شور یدہ سر تھے پروا نے
شام ہوتے ہی جل مرے کچھ تو

ایسا مشکل نہیں ترا ملنا
دل مگر جیتو کرے کچھ تو

آؤ نا صرّ کوئی غزل چھیڑیں
جی بہل جائے گا ارے کچھ تو

دن ڈھلا رات پھر آگئی سو رہو سو رہو
منزلوں چھو گئی خامشی سو رہو سو رہو

سارا دن تپتے سو رج کی گرمی میں جلتے رہے
ٹھنڈی ٹھنڈی ہو اپھر چلی سو رہو سو رہو

گرم سنسان قریوں کی دھرتی مہکنے لگی
خاک رشکِ ارم بن گئی سو رہو سو رہو

رزم گاہِ جہاں بن گئی جائے امن و اماں
ہے یہی وقت کی را گنی سو رہو سو رہو

کیسے سنسان ہیں آسماں پُچ کھڑے ہیں مکاں
ہے فضا اجنبی اجنبی سو رہو سو رہو

تھک گئے ناقہ و سار باں تھم گئے کا رواں
گھنٹیوں کی صدا سو گئی سو رہو سو رہو

چاندنی اور دھوئیں کے سوا دور تک کچھ نہیں
سو گئی شہر کی ہر گلی سو رہو سو رہو

گر دُش وقت کی لو ریاں رات کی رات ہیں
پھر کہاں یہ ہوا یہ نمی سو رہو سو رہو

ساری بستی کے لوگ اس مدھر لے میں کھوئے گئے
دُور بجنے لگی با نسی سو رہو سو رہو

دُور شاخوں کی ٹھہر مٹ میں جگنو بھی گم ہو گئے
چاند میں سو گئی چاند نی سو رہو سو رہو

گھر کے دیوار و در راہ تک کے شل ہو گئے
اب نہ آئے گا شاید کوئی سو رہو سو رہو

Engr. Faraz Akram

سُست رفتار تارے بھی آنکھیں جھپکنے لگے
غم کے مارو دو گھڑی دو گھڑی سو رہو سو رہو

منہ اندھیرے ہی ناصر کے ڈھونڈنے چل دیے
دُور ہے صبح روشن ابھی سو رہو سو رہو

allurdubooks.blogspot.com

☆
Virtual Home
for Real People

تنہا عیش کے خواب نہ بُن
کبھی ہماری بات بھی سُن

تھوڑا غم بھی اُٹھا پیار ے
مُھول چنے ہیں خار بھی چُن

سکھ کی نیند یں سو نے والے
مُرومی کے راگ بھی سُن

ق

تہا ئی میں تیری یاد
جیسے ایک سُرِیلی دھن

جیسے چاند کی ٹھنڈی لَو
جیسے کر نوں کی گُن مَن

جیسے جل پر یوں کا ناچ
جیسے پا تل کی جھن جھن

Engr. Faraz Akram

☆
allurdubooks.blogspot.com

مرے خیال سے لَو دے اُٹھی ہے تہا ئی
شپِ فراق ہے یا تیری جلوہ آرائی

تو کس خیال میں ہے منزلوں کے شیدا ئی
اُنہیں بھی دیکھ جنہیں راستے میں نیند آئی

پکار اے جرس کا روانِ صبحِ طرب
بھٹک رہے ہیں اندھیروں میں تیرے سودائی

ٹھر گئے ہیں سرِ راہ خاک اُڑا نے کو
مسا فروں کو نہ چھیڑاے ہوائے صحرائی

رہِ حیات میں کچھ مرحلے تو دیکھ لیے
یہ اور بات تری آرزو نہ راس آئی

یہ سا نخہ بھی محبت میں بارہا گزرا
کہ اُس نے حال بھی پوچھا تو آنکھ بھر آئی

Engr. Faraz Akram

دلِ فردہ میں پھر دھڑکنوں کا شور اُٹھا
یہ بیٹھے بیٹھے مجھے کن دنوں کی یاد آئی

میں سوتے سوتے کئی بار چونک چونک پڑا
تمام رات ترے پہلوؤں سے آنچ آئی

جہاں بھی تھا کوئی فتنہ تڑپ کے جاگ اُٹھا
تمام ہوش تھی مستی میں تیری انگڑائی

گھلی جو آنکھ تو کچھ اور ہی سماں دیکھا
وہ لوگ تھے نہ وہ جلسے نہ شہرِ رغسائی

وہ تاب درد وہ سو دائے انتظار کہاں
اُنھی کے ساتھ گئی طاقتِ شکیبائی

پھر اُس کی یاد میں دل بے قرار ہے ناصر

پچھڑ کے جس سے ہوئی شہر شہر رسوائی

☆ www.HallaGulla.com

اُدا سیوں کا سماں محفلوں میں چھوڑ گئی

بہار ایک خاش سی دلوں میں چھوڑ گئی

Engr. Faraz Akram

پچھڑ کے تجھ سے ہزاروں طرف خیال گیا

تری نظر مجھے کن منزلوں میں چھوڑ گئی

کہاں سے لائیے اب اُس نگاہ کو ناصر

جو نا تمام انگلیں دلوں میں چھوڑ گئی

allurdubooks.blogspot.com

☆

بسا ہوا خیالوں میں کوئی میکرِ ناز

بلا رہی ہے ابھی تک وہ دلنشین آواز

وہی دنوں میں تپش ہے وہی شعبوں میں گداز

مگر یہ کیا کہ مری زندگی میں سوز نہ ساز

نہ چھیڑا سے خاشِ درد بار بار نہ چھیڑ

چھپائے بیٹھا ہوں سینے میں ایک عمر کے راز

بس اب تو ایک ہی دُھن ہے کہ نیند آجائے

وہ دن کہاں کہ اُٹھائیں ہبِ فراق کے ناز

گزر ہی جائے گی اے دوست تیرے ہجر کی رات

کہ تجھ سے بڑھ کے ترا درد ہے مرا دِ مساز

Engr. Faraz Akram

یہ اور بات کہ دنیا نہ سُن سکی ورنہ

سکوتِ اہلِ نظر ہے بجائے خود آواز

یہ بے سبب نہیں شام و سحر کے ہنگامے

اُٹھا رہا ہے کوئی پر وہ ہائے راز و نیاز

ترا خیال بھی تیری طرح مکمل ہے

وہی شباب ، وہی دلکشی ، وہی انداز

شراب و شعر کی دنیا بدل گئی لیکن

وہ آنکھ ڈھونڈ ہی لیتی ہے بیخودِ دی کا جواز

عروج پر ہے مرا درد ان دنوں نا صرّ

مری غزل میں دھڑکتی ہے وقت کی آواز



دل دھڑکنے کا سبب یاد آیا
وہ تری یاد تھی اب یاد آیا

آج مشکل تھا سنبھلنا اے دوست
تو مصیبت میں عجب یاد آیا

دن گزارا تھا بڑی مشکل سے
پھر ترا وعدہ شب یاد آیا

تیرا بُھولا ہوا پیمانِ وفا
مَر رہیں گے اگر اب یاد آیا

پھر لوگ نظر سے گزرے
پھر کوئی شہرِ طرب یاد آیا

حالِ دل ہم بھی سُناتے لیکن
جب وہ رخصت ہوا تب یاد آیا

بیٹھ کر سایہ گل میں ناصر
ہم بہت روئے وہ جب یاد آیا

Engr. Faraz Akram

allurdubooks.blogspot.com

Virtual Home
for Real People

www.HallaGulla.com

Engr. Faraz Akram

۱۹۵۱ء

allurdubooks.blogspot.com

**Virtual Home
for Real People**

یہ کہہ رہا ہے دیارِ طرب کا نظارا
یہیں ملے گا مجھے میرا انجمن آرا

خیالِ حسن میں کتنا بہار پرور ہے
شبِ خزاں کی خنک چاند نی کا نظارا

چلے تو ہیں جسِ گل کا آسرا لے کر
نہ جانے اب کہاں نکلے گا صبح کا تارا

چلو کہ برف پکھلنے کی صبح آپہنچی
خبر بہا رکی لایا ہے کوئی گل پارا

چلے چلو انھی گمنام برف زاروں میں
عجب نہیں یہیں مل جائے درد کا چارا

کسے مجال کہ رُک جائے سانس لینے کو
رواں دواں لیے جاتا ہے وقت کا دھارا

بگولے یوں اڑاے پھرتے ہیں خشک جنگل میں
تلاشِ آب میں جیسے غزالِ آوارہ

ہمیں وہ برگِ خزاں دیدہ ہیں جنہیں نا صر
چمن میں ڈھونڈتی پھرتی ہے بُوئے آوارہ



تیری زلفوں کے بکھرنے کا سبب ہے کوئی
آنکھ کہتی ہے ترے دل میں طلب ہے کوئی

آج آتی ہے ترے جسم کی عریانی سے
پیر ہن ہے کہ سلگتی ہوئی شب ہے کوئی

ہوش اڑانے لگیں پھر چاند کی ٹھنڈی کرنیں
تیری بستی میں ہوں یا خوابِ طرب ہے کوئی

گیت بُنتی ہے ترے شہر کی بھر پور ہوا
اجنبی میں ہی نہیں تو بھی عجب ہے کوئی

لیے جاتی ہیں کسی دھیان کی لہریں نا صرّ
دُور تک سلسلہ تاکِ طرب ہے کوئی

☆
Virtual Home
for Real People

خیالِ ترکِ تمنا نہ کر سکے تو بھی
اُداسیوں کا مُدا وا نہ کر سکے تو بھی

کچھ وہ وقت بھی آئے کہ کوئی لمحہ عیش
مرے بغیر گوارا نہ کر سکے تو بھی

خدا وہ دن نہ دکھائے تجھے کہ میری طرح
مری وفا پہنچ بھروسا نہ کر سکے تُو بھی

میں اپنا عقدہ دل تجھ کو سونپ دیتا ہوں
بڑا مزا ہوا گر دانہ کر سکے تو بھی

تجھے یہ غم کہ مری زندگی کا کیا ہوگا
مجھے یہ ضد کہ مدا دانہ کر سکے تُو بھی

Engr. Faraz Akram

نہ کر خیالِ تلافی کہ میرا زخمِ وفا
وہ زخم ہے جسے اچھا نہ کر سکے تُو بھی



یہ رات تمہاری ہے چمکتے رہو تارو
وہ آئیں نہ آئیں مگر اُمید نہ ہا رو

شاید کسی منزل سے کوئی قافلہ آئے
آشفٹہ سرو صبح تلک یونہی پکا رو

دن بھر تو چلے اب ذرا دم لے کے چلیں گے
اے ہمسفر و آج یہیں رات گزارو

یہ عالم وحشت ہے تو کچھ ہو ہی رہے گا
منزل نہ سہی سر کسی دیوار سے مارو

اوجھل ہوئے جاتے ہیں نگا ہوں سے دو عالم
تم آج کہاں ہوں غمِ فرقت کے سہا رو
کھویا ہے اُسے جس کا بدل کوئی نہیں ہے
یہ بات مگر کون سُنے ، لاکھ پکا رو !

Engr. Faraz Akram



فکرِ تعمیرِ آشیاں بھی ہے
خوفِ بے مہر کی خزاں بھی ہے

خاک بھی اڑ رہی ہے رستوں میں
آمدِ صبح کا سماں بھی ہے

رنگ بھی اڑ رہا ہے مہولوں کا
غنجہ غنچہ شرِ رفشاں بھی ہے

اوس بھی ہے کہیں کہیں لرزاں
بزمِ انجم دھواں دھواں بھی ہے

کچھ تو موسم بھی ہے خیال انگیز
کچھ طبعیت مری رواں بھی ہے

کچھ ترا حُسن بھی ہے ہوش رُبا
کچھ مری شو خئی بیاں بھی ہے

ہر نفس شوق بھی ہے منزل کا
ہر قدم یادِ رفتگاں بھی ہے

وجہ تسکین بھی ہے خیال اُس کا
حد سے بڑھ جائے تو گران بھی ہے

زند گچس کے دم سے ہے نا صر
یا د اُس کی عذاب جاں بھی ہے

Engr. Faraz Akram

allurdubooks.blogspot.com



Virtual Home
for Real People

رنگ صبحوں کے راگ شاموں کے
جیسے سپنا کوئی اُداس اُداس

کیسا سنسان ہے سحر کا سماں
پتیاں محوِ یاس ، گھاس اُداس

خیر ہو شہرِ شبنم و گل کی،
کوئی پھرتا ہے آس پاس اُداس

بیٹھے بیٹھے برس پڑیں آنکھیں
کہ گئی پھر کسی کی آس اُداس

کوئی رہ رہ کے یاد آتا ہے
لیے پھرتی ہے کوئی باس اُداس

Engr. Faraz Akram

مل ہے جائے گا رفتگاں کا سراغ
اور کچھ دن پھر و اُداس اُداس

صبح ہونے کو ہے اُٹھو نا صرّ
گھر میں بیٹھے ہو کیوں نراس اُداس

allurdubooks.blogspot.com



کسی کل نے بھی دیکھا نہ آنکھ بھر کے مجھے
گزر گئی جرس گل اُداس کر کے مجھے

میں سو رہا تھا کسپاد کے شبستاں میں
جگا کے چھوڑ گئے قافلے سحر کچھے

میں رو رہا تھا مقدّر کی سخت راہوں میں
اُڑا کے لے گئے جا دو تری نظر کے مجھے

میں تیرے درد کی طغیانوں میں ڈوب گیا
پکا رتے رہے تارے اُبھر اُبھر کے مجھے

ترے فراق کی راتیں کبھی نہ بھولیں گی
مزے ملے انھیں راتوں میں عمر بھر کے مجھے

Engr. Faraz Akram

ذرا سی دیر ٹھرنے دے اے غمِ دنیا
بُلا رہا ہے کوئی بام سے اتر کچھ

پھر آج آئی تھی اک موجد ہوائے طرب
سنا گئی ہے فسانے ادھر ادھر کے مجھے

allurdubooks.blogspot.com



Virtual Home
for Real People

سازِ ہستی کی صدا غور سے سُن
کیوں ہے یہ شورِ بپا غور سے سُن

دن کے ہنگاموں کو بیکار نہ جان
شب کے پردوں میں ہے کیا غور سیسُن

چڑھتے سورج کی ادا کو پہچان
ڈوبتے دن کی ندا غور سے سُن

کیوں ٹھڑ جاتے ہیں دریا سرِ شام
روح کے تار پلا گور سے سُن

یاس کی چھاؤں میں سونے والے
جاگ اور شورِ درا غور سے سُن

ہر نفسِ دامِ گر فتاری ہے
نو گر فتارِ بلا غور سے سُن

دل تڑپ اٹھتا ہے کیوں آخرِ شب
دو گھڑی کان لگا غور سے سُن

اسی منزل میں ہیں سب ہجرو وصال
رہر و آبلہ پا غور سے سُن !

اسی گوشے میں ہیں سب دیر و حرم
دل صنم ہے کہ خدا غور سے سُن ،

کعبہ سنسان ہے کیوں اے وا عظ
ہا تھ کانوں سے اٹھا غور سے سُن

موت اور زیست کے اسرار و رموز

آمری بزم میں آغور سے سُن

کای گزرتی ہے کسی کے دل پر

تو بھی اے جانِ وفا غور سے سُن

کبھی فرصت ہو تو اے صبحِ جمال

ہبِ گزید وں کی دعا غور سیسُن

ہے یہی ساعتِ ایجاب و قبول

صبح کی لے کو ذرا غور سے سُن

کچھ تو کہتی ہیں چنگ کر کلیاں

کیا سنا تی ہیصبا غور سے سُن

برگِ آوارہ بھی اک مُطرِ ب ہے

طاؤرِ نغمہ سرا غور سے سُن

رنگِ منت کشِ آواز نہیں

گل بھی ہے ایک نوا غور سے سُن

خا مشی حاصلِ موسیقی ہے

نغمہ ہے نغمہ نما غور سے سُن

آئنه دیکھ کے حیران نہ ہو
نغمہ آب صفا غور سے سُن

عشق کو حسن سے خالی نہ سمجھ
نالہ اہل وفا غور سے سُن

دل سے ہر وقت کوئی کہتا ہے
میکں نہیں تجھ سے جدا غور سے سُن

ہر قدم راہ طلب میں نا صرّ
جرسِ دل کی صدا غور سے سُن



بے منتِ خضرِ راہ رہنا
منظور ہمیں تباہ رہنا

یاروں کو نصیب سر فرازی
مجھ کو تری گر دراہ رہنا

دل ایک عجیب گھر ہے پیارے
اس گھر میں بھی گاہ گاہ رہنا

گریو بھی رہی دلوں کی رنجش
مشکل ہے بہم نباہ رہنا

بھر آئے گی آنکھ بھی کسی دن
خالی نہیں صرف آہ رہنا

میں ہاتھ نہیں اُسے لگا یا
اے بیکینی گواہ رہنا

ناصرؔ یہ وفا نہیں جنوں ہے
اپنا بھی نہ خیر خواہ رہنا !



قہر سے دیکھ نہ ہر آن مجھے
آنکھ رکھتا ہے تو پہچان مجھے

یک بیک آکے دکھا دو جھمکی
کیوں پھرتے ہو پریشان مجھے

ایک سے ایک نئی منزل ہیں
لیے پھرتا ہے ترا دھیان مجھے

سُن کے آوازہ گل کچھ نہ سُنَا
بس اُسی دن سے ہوئے کان مجھے

جی ٹھکانے نہیں جب سے ناصرؔ
شہر لگتا ہے بیا بان مجھے

www.HallaGulla.com

Engr. Faraz Akram

۱۹۵۳ء

allurdubooks.blogspot.com

Virtual Home
for Real People

وہ ہوان پھر درِ میخانہ گل
پھر صبا لائی ہے پیانہ گل

زمزمہ ریز ہوئے اہل چمن
پھر چراغاں ہوا کا شانہ گل

رقص کرتی ہوئی شبنم کی پری
لے کے پھر آئی ہے نذرانہ گل

بُھول بر سائے یہ کہہ کر اُس نے
میرا دیوانہ ہے دیوانہ گل

پھر کسی گل کا اشارہ پا کر
چاند نکلا سرِ میخانہ گل

پھر سرِ شام کوئی شعلہ نوا
سوگیا چھیڑ کے افسانہ گل

آج غربت میں بہت یاد آیا
اے وطن تیرا صنم خانہ گل

آج ہم خاک بر پھرتے ہیں
ہم سے تھی رونق کا شانہ گل

ہم پہ گزرے ہیں خزاں کے صدے
ہم سے پوچھے کوئی افسانہ گل

کل ترا دور تھا اے بادِ صبا
ہم ہیں اب سُرخِی افسانہ گل

ہم ہی گلشن کے امیں ہیں ناصر
ہم سا کوئی نہیں بیگانہ گل

Engr. Faraz Akram



جب سے دیکھا ہے ترے ہات کا چاند
میں نے دیکھا ہی نہیں رات کا چاند

زلفِ شب رنگ کے صدرا ہوں میں
میں نے دیکھا ہے طلسمات کا چاند

رَس کہیں ، رُوپ کہیں ، رنگ کہیں
ایک جا دو ہے خیالات کا چاند

جب تک دم رہا ہے آنکھوں میں
ایک عالم رہا ہے آنکھوں میں

گریہ پیہم رہا ہے آنکھوں میں
رات بھر نم رہا ہے آنکھوں میں

اُس گلِ تر کی یاد میں تا صبح
رقصِ شبنم رہا ہے آنکھوں میں

صبح رخصت ابھی نہیں بُھولی
وہ سماں رم رہا ہے آنکھوں میں

دل میں اک عمر جس نے شور کیا
وہ بہت کم رہا ہے آنکھوں میں

کبھی دیکھی تھی اُس کی ایک جھلک
رنگ سا جمرہا ہے آنکھوں میں

کون اس راہ سے گزرتا ہے
دل یو نہی انتظار کرتا ہے

دیکھ کر بھی نہ دیکھنے والے
دل تجھے دیکھ دیکھڑتا ہے

شہر گل میں کٹی ہے ساری رات
دیکھیے دن کہاں گزرتا ہے

دھیان کی سیڑھیوں پہ پچھلے پہر
کوئی چپکے سے پاؤں دھرتا ہے

دل تو میرا اُداس ہے نا صرّ
شہر کیوں سائیں سائیں کرتا ہے



چمن در چمن وہ رنق اب کہاں
وہ شعلے شفق تا شفق اب کہاں

کراں تا کراں ظلمتیں چھا گئیں
وہ جلوے طبق در طبق اب کہاں

بجھی آتش گل اندھیرا ہوا
وہ اُجلے سنہرے ورق اب کہاں

برا بر ہے ملنا نہ ملنا ترا

پچھڑے نے کا تجھ سے قلق اب کہاں

www.HallaGulla.com ☆

بے جا بانہ انجمن میں آ
کم سخن محفل سخن میں آ

اے مرے آہو ے رمیدہ کبھی
دل کے اُجڑے ہوئے ختن میں آ

دل کہ تیرا تھا اب بھی تیرا ہے
پھر اسی منزل کہن میں آ

اے گلستانِ شب کے چشم و چراغ
کبھی اُجڑے دلوں کے بن میں آ

کبھی فرصت ملے تو پچھلے پہر
شب گزیدوں کی انجمن میں آ

صبح نورس کی آنکھ کے تارے
چاند مر جھا گیا گہن میں ، آ

رنگ بھر دے اندھیری راتوں میں

جانِ صبحِ وطن! وطن میں آ

مُھول جھڑنے کی شام آپنی

نو بہارِ چن! چن میں آ

www.HallaGulla.com



دَم گھٹنے لگا ہے وضعِ غم سے
پھر زور سے قہقہہ لگاؤ

پھر دل کی بساط اُلٹ نہ جائے
اُمید کی چال میں نہ آؤ

میں درد کے دن گزار لوں گا
تم جشنِ شہِ طرب مناؤ

کچھ سہل نہیں ہمارا ملنا
تابِ غمِ ہجر ہے تو آؤ



تارے گنوائے یا سحر دکھلائے
دیکھیے شامِ غم کہاں لے جائے

صبحِ نور س کا راگ سُنتے ہی
شبِ گل کے چراغ مر جھائے

صبح نکلے تھے فکرِ دنیا میں
خانہ بر باد دہلے آئے

کیوں نہ اُس کم نما کو چاند کہوں
چاند کو دیکھ کر جو یاد آئے



دُور اِس تیرہ خاکداں سے دُور
دیکھ دنیا ئے جسم و جاں سے دور
آنے والی بہار کے افسوس
دیکھ ویرانہ خزاں سے دُور

مُھول جلتے ہیں شائخوں سے جُدا
شمع روتی ہے شمعداں سے دُور

شہر خلقِ خدا سے بیگانہ
کا رواں میر کا رواں سے دُور

تیرے زندانیوں کی کون سُنے
برق چمکی ہے آشیاں سے دُور

چینتی ہیں ڈراؤنی راتیں
چاند نکلا ہے آسماں سے دُور

سو گیا پچھلی رات کا جا دو
کوئی اب لے چلے یہاں سے دُور

دل عجب گو شہ فراغت ہے
کیوں بھٹکتے ہو اس مکاں سے دُور

کوئی سُننا نہیں یہاں نا صر
بات دل کی رہی زباں سے دور

Virtual Home
for Real People



چاند نکلا تو ہم نے وحشت میں
جس کو دیکھا اُسی کو پُوم لیا

رس کے معنی جسے نہیں معلوم
ہم نے اُس رس بھری کو چوم لیا

پھول سے نا چتے ہیں ہونٹوں پر
جیسے سچ چُج کسی کو چوم لیا



لبِ معجز بیاں نے چھین لیا
دل کا شعلہ زباں نے چھین لیا

دل مرا شب چراغ تھا جس کو
مرثہ خوں فشاں نے چھین لیا

عمر بھر کی مسرتوں کا خمار
خلشِ نا گہاں چھین لیا

تیرا ملنا تو خیر مشکل تھا
تیرا غم بھی جہاں نے چھین لیا

آکے منزل پہ آنکھ بھر آئی
سب مزہ رفتگاں نے چھین لیا

ہر گھڑی آسماں کو تکتا ہوں
جیسے کچھ آسماں نے چھین لیا

باغ سنسان ہو گیا نصر
آج وہ گل خزاں نے چھین لیا



آنکھوں میں ہیں دُکھ بھرے فسانے
رونے کے پھر آگئے زمانے

پھر دود نے آگ راگ چھیڑا
لوٹ آئے وہی سے پرانے

پھر چاند کو لے گئیں ہوائیں
پھر بانسری چھیڑ دیسبا نے

رستوں میں اداس خوشبوؤں کے
پھولوں نے لُٹا دیے خزانے

نفس کو چمن سے سوا جانتے ہیں
ہر اک سانس کو ہم صبا جانتے ہیں

لہو رو کے سینچا ہے ہم نے چمن کو
ہر اک پھول کا ما جرا جانتے ہیں

جسے نعمہ نے سمجھتی ہے دنیا
اُسے بھی ہما پی صدا جانتے ہیں

اشارا کرے جو نئی زندگی کا
ہم اُس خود کشی کو روا جانتے ہیں

تری دُھن میں کو سوں سفر کرنے والے
تجھے سنگِ منزل نما جانتے ہیں

آہ پھر نعمہ بنا چاہتی ہے
خامشی طر ز ادا چاہتی ہے

آج پھر وسعتِ صحرائے جنوں
پر سسِ آبلہ پا چاہتی ہے

دیکھ کیفیت طو فان بہار
مُوئے گل رنگ ہوا چاہتی ہے

موت آرائش ہستی کے لئے
خندہ زخم وفا چاہتی ہے

دل میں اب خارِ تمنا بھی نہیں
زندگی برگ و نوا چاہتی ہے

سوچ اے دشمنِ اربابِ وفا
کیوں تجھے خلقِ خدا چاہتی ہے

اک ہمیں بارِ چمن ہیں ورنہ
غنجے غنجے کو صبا چاہتی ہے



ہر ادا آپ رواں کی لہر ہے
جسم ہے یا چاند کی شہر ہے

پھر کسی ڈوبے ہوئے دن کا خیال
پھر وہی عبرت سرائے دہر ہے

اڑ گئے شاخوں سے یہ کہہ کر طیور
اس گلستاں کی ہوا میں زہر ہے

شبِ نیمِ آلودِ پلکِ یادِ آئی
گلِ عارض کی جھلکِ یادِ آئی

پھر سلگنے لگے یا دوں کے کھنڈر
پھر کوئی تاکِ خنکِ یادِ آئی

کبھی زلفوں کی گھٹا نے گھیرا
کبھی آنکھوں کی چمکِ یادِ آئی

پھر کسی دھیان نے ڈیرے ڈالے
کوئی آوارہ مہکِ یادِ آئی

پھر کوئی نغمہ گلو گیر ہوا
کوئی بے نام کسکِ یادِ آئی

ذرے پھر مائلِ رم ہیں ناصرؔ
پھر اٹھیں سیرِ فلکِ یادِ آئیں

عشق جب زمزمہ پیرا ہو گا
ہستود محو تماشا ہو گا

سُن کے آوازہ زنجیر صبا
قفسِ غنچہ کا دروا ہوگا

جرسِ شوق اگر ساتھ رہی
ہر نفس شہپر عنصتا ہو گا

دائم آباد رہے گی دُنیا
ہم نہ ہو نئے کوئی ہم سا ہوگا

کون دیکھے گا طلوعِ خورشید
ذرہ جب دیدہ بیٹا ہوگا

ہم تجھے بھول کے خوش بیٹھے ہیں
ہم سا بید رد کوئی کیسا ہو گا

پھر سُلگنے لگا صحرائے خیال
ابرگھر کر کہیں بر سا ہو گا

پھر کسی دھیان کے صد را ہے پر
دلِ حیرت زدہ تنہا ہو گا

پھر کسی صبح طرب کا جادو
پر دہ شب سے ہویدا ہوگا

گل زمینوں کے خنک رمنو ں میں
جشنِ راشِ گری برپا ہو گا

پھر نئی رُت کا اشارہ پا کر
وہ سمن بُ چمن آرا ہو گا

گل شب تاب کی خوشبو لے کر
اہل صبح روانہ ہو گا

پھر سر شاخ شاعِ خورشید
نکبتِ گل کا بسیرا ہو گا

اک صدا سنگ میں تڑپی ہو گی
اک شرر پھول میں لرزا ہو گا

تجھ کو ہر پھول میں عریاں سوتے
چاندنی رات نے دیکھا ہوگا

دیکھ کر آئینہ آبِ رواں
پتہ پتہ لبِ گویا ہوگا

شام سے سوچ رہا ہوں نا صر
چاند کس شہر میں اُترا ہو گا

www.HallaGulla.com

۱۹۵۳ء

تا

۱۹۵۷ء

Virtual Home
for Real People

کچھ احساس زیاں تھا پہلے
دل کا یہ حال کہاں تھا پہلے

اب تو جھونکے سے لرز اٹھتا ہوں
نغمہ خوابِ گراں تھا پہلے

اب تو منزل بھی ہے خود گرامِ سفر
ہر قدمِ سنگِ نشان تھا پہلے

سفرِ شوق کے فرسنگ نہ پوچھ
وقت بے قیدِ مکاں تھا پہلے

یہ الگ بات کہ غمِ راس ہے اب
اس میں اندیشہ جاں تھا پہلے

یوں نہ گھبراہٹ ہوئے پھرتے تھے
دلِ عجب گنجِ اماں تھا پہلے

اب بھی تو پاس نہیں ہے لیکن
اس قدر دور کہاں تھا پہلے

ڈیرے ڈالے ہیں بگو لوں نے جہاں
اُس طرف چشمہ رواں تھا پہلے

اب وہ دریا ، نہ وہ بستی ، نہ وہ لوگ
کیا خبر کون کہاں تھا پہلے

ہر خرابہ یہ صدا دیتا ہے
میں بھی آباد مکاں تھا پہلے

اڑ گئے شاخ سے یہ کہہ کے طُور
سر واک شوخ جواں تھا پہلے

کیا سے کیا ہو گئی دنیا پیارے
تو وہیں پر ہے جہاں تھا پہلے

ہم نے آباد کیا ملکِ سخن
کیسا سنسان سماں تھا پہلے

ہم نے بخشی ہے خموش کو زباں
درد مجبورِ فغاں تھا پہلے

ہم نے ایجاد کیا تیشہ عشق
شعلہ پتھر میں نہاں تھا پہلے

ہم نے روشن کیا معمور ہ غم
ورنہ ہر سمت دھواں تھا پہلے

ہم نے محفوظ کیا حسن بہار
عطر گل صرف خزاں تھا پہلے

غم نے پھر دل کو جگا یا ناصر
خانہ بر باد کہاں تھا پہلے ؟

www.HallaGulla.com



آئینہ لے کے صبا پھر آئی
بجھتی آنکھوں میں ضیا پھر آئی

تازہ رس لحوں کی خوشبو لے کر
گل زمینوں کی ہوا پھر آئی

سر منی دیس کے سپنے لے کر
شبنم زمزمہ پا پھر آئی

پھر چمکنے لگیں سونی راہیں
سار بانوں کی صدا پھر آئی

پھر کوئی قافلہ گزرا ناصر
وہی آوازِ درا پھر آئی

کیوں غمِ رفتگاں کرے کوئی
فکرِ واماندگاں کرے کوئی

تیرے آوارگانِ غربت کو
شاملِ کارواں کرے کوئی

زندگی کے عذاب کیا کم ہیں
کیوں غمِ لا مکاں کرے کوئی

دل ٹپکنے لگا ہے آنکھوں سے
اب کسے رازداں کرے کوئی

اس چمن میں برگِ نکہتِ گل
عمر کیوں رائیگاں کرے کوئی

شہر میں شور، گھر میں تنہائی
دل کی باتیں کہاں کرے کوئی

یہ خرابے ضرور چمکیں گے
اعتبارِ خزاں کرے کوئی



کس کے جلووں کی دھوپ برسی ہے
آج تو شام بھی سحر سی ہے

اہلِ غم ہیں کہ صبح کی تصویر
دل بچھا سا ہے آنکھ ترسی ہے

کیوں نہ کھینچے دلوں کو ویرانہ
اُس کی صورت بھی اپنے گھر سی ہے

بے ثمر ہی رہی ہے شاخِ مُراد
برف پکھلی تو آگ برسی ہے

دل میں اب کیا رہا ہے تیرے بعد
ایک سنسان رہگزر سی ہے

صبح تک ہم نہ سو سکے ناصر
رات بھر کتنی اوس برسی ہے

نُت نئے سوچ میں لگے رہنا
ہمیں ہر حال میں غزل کہنا

صحنِ مکتب میں ہمسیوں کے ساتھ
سنگریزوں کو ڈھونڈتے رہنا

گھر کے آنگن میں آدھی آدھی رات
مِل کے باہم کہانیاں کہنا

دن چڑھے چھاؤں میں ببولوں کی
رَم آہو کو دیکھتے رہنا

ابر پاروں کو، سبزہ زاروں کو
دیکھتے رہنا سوچتے رہنا

شہر والوں سے چھپ کے بچھلی رات
چاند میں بٹھ کر غزل کہنا

ریت کے بھول آگ کے تارے
یہ ہے فصلِ مراد کا گہنا

سوچتا ہوں کہ سنگِ منزل نے
چاندنی کا لباس کیوں پہنا

کیا خبر کب کوئی کرن پھوٹے
جاگنے والوں جاگتے رہنا

☆ www.HallaGulla.com

سر میں جطب عشق کا سوادانہ رہا
کیا کہیں زیست میں کیا کیا نہ رہا

اب تو دنیا بھی وہ دنیا بہ رہی
اب ترا دھیان بھی اُتنا نہ رہا

قصہ شوق سناؤں کس کو
راز داری کا زمانا نہ رہا

زندگی جس کی تمنا میں کٹی
وہ مرے حال سے بیگانہ رہا

ڈیرے ڈالے ہیں خزاں نے چوندیس
گل تو گل باغ میں کانٹا نہ رہا

دن دھاڑے یہ لہو کی ہولی
خلق کو خوف خدا کا نہ رہا

اب تو سو جاؤ ستم کے مارو
آسماں پر کوئی تارا نہ رہا

☆ www.HallaGulla.com

مدّت ہوئی کہ سیرِ چمن کو ترس گئے
مُگل کیا غبارِ بُوئے سمن کو ترس گئے

ہاں اے سکوتِ تشنگی درد کچھ تو بول
کانٹے زباں کے آبِ سخن کو ترس گئے

دل میں کوئی صدا ہے نہ آنکھوں میں کوئی رنگ
تن کے رفیقِ صحبتِ تن کو ترس گئے

اس عہدِ نو میں قدرِ متاعِ وفا نہیں
اس رسمِ وراہِ عہدِ کہن کو ترس گئے

منزل کی ٹھنڈکوں نے لہو سرد کر دیا
جی سست ہے، کہ پاؤں چھین کو ترس گئے

اندھیرے ہے کہ جلوۂ جاناں کے باوجود
لوچے نظر کے ایک کرن کو ترس گئے



خواب میں رات ہم نے کیا دیکھا
آنکھ گھٹتے ہی چاند سا دیکھا

کیاریاں دھول سے اُٹی پائیں
آشیانہ جلا ہوا دیکھا

فاختہ سرنگوں ببولوں میں
پھول کو پھول سے جدا دیکھا

اُس نے منزل پہ لا کے چھوڑ دیا
عمر بھر جس کا راستا دیکھا

ہم نے موتی سمجھ کے پُوم لیا
سنگ ریزہ جہاں پڑا دیکھا

کم نما ہم بھی ہیں مگر پیارے
کوئی تجھ سانہ کود نما دیکھا

رنگ دکھلاتی ہے کیا کیا عمر کی رفتار بھی
بال چاندی ہو گئے سونا ہوئے رخسار بھی

درد کے جھونکوں نے اب کی دل ہی ٹھنڈا کر دیا
آگ برساتا تھا آگے دیدہ خونبار بھی

بیٹھے بیٹھے جانے کیوں بیتاب ہو جاتا ہے دل
پوچھتے کیا ہومیاں اچھا بھی ہوں بیمار بھی

شوقِ آزادی لیے جاتا ہے عالم سے پرے
روکتی ہے ہر قدم آوازِ پائے یار بھی

سادگی سے تم نہ سمجھے ترکِ دنیا کا سبب
ورنہ وہ درویش تھے پردے میں دنیا دار بھی

کس طرح گزرے گا ناصر فرصتِ ہستی کا دن
جم گیا دیوار بن کر سائیہ دیوار بھی

☆

برگاہِ وار اُن سے ملاقات ہو تو ہو
اب دُور دُور ہی سے کوئی بات ہو تو ہو

مشکل ہے پھر ملیں کبھی یارانِ رفتگاں
تقدیر ہی سے اب یہ کرامات ہو تو ہو

اُن کو تو یاد آئے ہوئے مدتیں ہوئیں
جینے کی وجہ اور کوئی بات ہو تو ہو

کیا جانوں کیوں اُجھتے ہیں وہ بات پر
مقصد کچھ اس سے ترکِ ملاقات ہو تو ہو



حس کو دل میں چھپا کر دیکھو
دھیان کی شمع جلا کر دیکھو

کیا خبر کوئی دھینے مل جائے
کوئی دیوار گرا کر دیکھو

فاکتہ چُپ ہے، بڑی دیر سے کیوں
سرد کی شاخ ہلا کر دیکھو

کیوں چمن چھوڑ دیا خوشبو نے
پھول کے پاس تو جا کر دیکھو

نہر کیوں سو گئی چلتے چلتے
کوئی پتھر ہی گرا کر دیکھو

دل میں بیتاب ہیں کیا کیا منظر
کبھی اس شہر میں آکر دیکھو

ان اندھیروں میں کرن ہے کوئی
شب زدو آنکھ اٹھا کر دیکھو



وہ اس ادا سے جو آئے تو کیوں بھلا نہ لگے
ہزار بار پھر بھی آشنا نہ لگے

کبھی وہ خاص عنایت کہ سوگماں گزریں
کبھی وہ طرزِ تغافل کہ محرمانہ لگے

وہ سیدھی سادی ادائیں کہ بجلیاں برسیں
وہ دلبرانہ مروت کہ عاشقانہ لگے

دکھاؤں داغِ محبت جو ناگوار نہ ہو
سناؤں قصہٴ فرقت اگر بُرا نہ لگے

بہت ہی سادہ ہے تُو اور زمانہ ہے عیار
خدا کرے کہ تجھے شہر کی ہوا نہ لگے

بجھا نہ دیں یہ مسلسل اداسیاں دل کو
وہ بات کر کہ طبعیت کو تازیانہ لگے

جو گھر اُجڑ گئے اُن کا نہ رنج کر پیارے
وہ چارہ کر کہ یہ گلشن اُجاڑ سا نہ لگے

عتابِ اہلِ جہاں سب بھلا دیے لیکن
وہ زخم یاد ہیں اب تک جو غائبانہ لگے

وہ رنگ دل کو دیے ہیں لہو گردش نے
نظر اٹھاؤں تو دنیا نگار خانہ لگے

عجیب خواب دکھاتی ہیں ناخدا ہم کو
غرض یہ ہے کہ سفینہ کنارے جا نہ لگے

لیے ہی جاتی ہے ہر دم کوئی صدا ناصر
یہ اور بات سُراغِ نشان یہ نہ لگے

www.HallaGulla.com

برگ ریز

Virtual Home
for Real People



یہ چمن میں پھر رس و طوق و دار کے دن ہیں
کہاں پڑے ہو اسیر و! بہار کے دن ہیں

یہ شعور و زنِ زنداں سے صاف سنتا ہوں
کوئی کہے نہ کہے یہ بہار کے دن ہیں



اُسکے آنے کی کچھ کہو یا رو
منہ لیپٹے پڑے رہو ناصر
نیند تو خیر آہی جائے گی
ہجر کی رات ڈھل ہی جائے گی



فرست موسمِ نشاط نہ پوچھ
جیسے اک خوابِ خواب میں دیکھا



نہ پوچھ آج شبِ ہجر کس قدر ہے اُداس
کہیں کہیں کوئی تارا ہے اور کچھ بھی نہیں

رواں دواں ہیں سفینے تلاش میں جس کی
وہ اک شکستہ کنارا ہے اور کچھ بھی نہیں



یہ آج کون سے طوفان میں ہے سفینہ دل
کہ دُور دور کنارے نظر نہیں آتے

ہجومِ یاس ہے اور منزلوں اندھیرا ہے
وہ رات ہے کہ ستارے نظر نہیں آتے



ہم نے تجھ کو لاکھ پکارا تو لیکن خاموش رہا
آخر ساری دُنیا سے ہم تیرے بہانے روٹھ گئے



بیٹھے بیٹھے گھبرائے ہم جانے کس کو یاد آئے ہم



اسیر و کچھ نہ ہوگا شور و شر سے لپٹ کر سو رہو زنجیر در سے



کیا کی آگئی وفاؤں میں وہ اثر ہی نہیں دعاؤں میں



بھٹک رہا ہے جہاں قافلہ بگولوں کا
کبھی ہجوم تھا ان راستوں میں پھولوں

کیا بلا آسمان سے اتری

اُس کی صورت بھی دھیان سے اتری

گھر میں اس شعلہ رُو کے آتی ہے

روشنی شمعِ دان سے اتری

www.HallaGulla.com

☆

رین اندھیری ہے اور کنار اُور چاند نکلے تو پارا اُتر جائیں

یوں پریشاں ہوئیں تری یادیں جیسے اورا قِ گل بکھر جائیں

☆

پَر سوختہ تپتے شمعیں بجھی بجھی سی

سل سوز ہیں مناظر بزمِ سحر گہی سے

☆

گھر لُٹا کروطن میں جی نہ لگا پھر کسی انجمن میں جی نہ لگا

☆

تم ہی کہو اے انجمِ شب کتنی دُور ہے شہرِ طرب

Virtual Home
for Real People

☆

اُٹھی تھی آج دل سے پھر اک آواز

اُلجھ کر رہ گئی تارِ گلو سے

☆

گھٹ کے مرجاؤں گا اے صبحِ جمال

میں اندھیرے میں ہوں آواز نہ دے



کوئی جھونکا جو سرِ شام آیا
میں یہ سمجھا ترا پیغام آیا

زندگی اُس کے تصور میں کٹی
دُور رہ کر بھی وہی کام آیا



دن کا چراغ نکلا گل ہو گئے ستارے
دنیا کے شور و غل میں دل اب کسے پکارے



اے دل نہ تڑپ کہ قہر ہوگا
رسوا کوئی شہر شہر ہوگا



عالمِ خواب میں دکھائے گئے
کب کے ساتھی کہاں ملائے گئے



کسی گردش میں اب کے سال پڑا
جنگ سر سے ٹلی تو کال پڑا

تجھ سے مل کر بھی دل کو چین نہیں
درمیاں پھر وہی سوال پڑا



نہ پھول جھڑتے ہیں ہم پر نہ برق گرتی ہے
پڑے ہوئے ہیں بعنوانِ سبزہ بے کار



اب دل میں کیا رہا ہے تری یاد ہو تو ہو
یہ گھ اسی چراغ سے آباد ہو تو ہو



اویں شبِ گلشن کس قدر سہانی تھی
اجنبی مہک پا کر ہم نکل پڑے گھر سے



ایک تم ہی نہ مل سکے ورنہ
ملنے والے بچھڑ بچھڑ کے ملے

روئے ہم موسمِ بہار کے بعد
اکی پت جھڑ میں کتنے پھول کھلے



سینہ نے میں صدا میری ہے
اس میں کچھ طرزِ ادا میری ہے

باغ تیرا ہی سہی اے گلچیں
پھول میرے ہیں صبا میری ہے



نہ پوچھو کس خرابے میں پڑے ہیں
تیرا ابر رواں پیناسے کھڑے ہیں

ذرا گھر سے نکل کر دیکھ ناصر
چمن میں کہیں قدر پتے جھڑے ہیں



دیراں پڑا ہے میکدہ حسن خیال کا
یہ دور ہے بہائے ہنر کے زوال کا



ڈھونڈیں گے لوگ مجھ کو ہر محفل سخن میں
ہر دور کی غزل میں میرا نشان ملے گا

— انتہا —

Virtual Home
for Real People